بشیر احمد ڈار

مانی اور اس کا فلسفۂ اخلاق

(۲)

اس علمی اور سیاسی ماحول میں مانی پیدا ہوا، بڑھا اور تعلیم پائی۔ ابنِ ندیم کی روایت کے مطابق ۱۲ سال کی عمر میں (یعنی ۲۲۸/۹ عیسوی) پہلی مرتبہ اسے وحی ہوئی۔ بقول مانی یہ وحی ملک جنان النور (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف سے ہوئی، اور وحی لانے والے فرشتے کا نام "التوم" تھا جس کے لفظی معنی "قرین" کے ہیں۔ پہلی وحی کے ذریعے مندرجہ ذیل احکامات مانی کو دئے گئے:

(۱) آج سے تم اپنے آپ کو اپنی قوم سے علیحدہ سمجھو۔ (۲) ان سے ایک طرف رہو (۳) پاکیزہ روی اختیار کرو۔ (۴) شہوات ترک کر دو۔ (۵) جب تک تم کم سن ہو اس وقت تک نہ اپنے منصب کا اظہار کرو اور نہ تبلیغ۔

اس پہلی وحی کے وصول ہونے کے ۱۲ سال تک معلوم ہوتا ہے کہ مانی کی زندگی میں ایک انقلاب آچکا تھا۔ اس نے اپنے اردگرد کے تمام مذہبی ماحول کا بغور مطالعہ کیا ہوگا اور سیاسی بے چینیوں سے یقیناً متأثر ہوا ہوگا۔ اس کی پیدائش کے وقت اشکانیوں کا حکمراں اردوان پنجم موجود تھا لیکن جلد ہی ساسانیوں نے جن کی حکومت کا ابتدائی مرکز فارس تھا، اشکانیوں کو شکست دے کر ان کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ مشرقی علاقوں میں کشن خاندان کی حکومت جو اس وقت کے مغربی پاکستان کے مکمل یا بعض علاقے پر تھی اپنے آخری دموں پر تھی اور آہستہ آہستہ ساسانیوں کی بڑھتی سلطنت میں مدغم ہو گئی اور اسی طرح دوسری چھوٹی چھوٹی سلطنتیں بھی اردشیر یا شاہ پور کی حرصِ توسیع کا شکار ہو گئیں۔ دوسری طرف رومی سلطنت کی حالت بھی کچھ تسلی بخش نہ تھی۔ اس کی سرحدوں پر مسلسل جھڑپیں ہوتی تھیں۔ ان سیاسی تبدیلیوں سے قحط، بیماریاں، مفلوک الحالی اور بے چینی عام تھی اور یہی وہ حالات تھے جن کے باعث مانی کے دل میں ایک مسلسل کرب و بے چینی، اضطراب و پریشانی موجزن تھے۔ ہوش سنبھالتے ہی اس نے اپنے ماحول کا مطالعہ کیا اور لازماً اس کے حساس دل میں اس مسلسل درد و کرب سے نجات حاصل کرنے کے متعلق مختلف تصورات آتے ہونگے۔ اگرچہ اس کے متعلق کوئی حتمی شہادت ہمارے پاس موجود نہیں لیکن حالات اور واقعات جو ہمارے سامنے ہیں وہ اسی بات کی تائید کرتے معلوم ہوتے ہیں کہ مانی نے جو کچھ کتابیں تصنیف کیں وہ اسی عبوری دَور کی پیداوار ہیں۔ جب بعد میں اس نے اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کی تو اس کی تمام کتابیں جن میں اس کے عقاید کی تشریح

تھی بالکل مکمل موجود تھیں۔ پہلی وحی کے آنے کے ۱۲ سال بعد یعنی ۱/۲۴۰ء میں جب اس کی عمر ۲۴ سال تھی مانی کو دوسری وحی ہوئی۔ اس دفعہ اسے القا ہوا: "دیکھو، وہ وقت آگیا ہے کہ اپنے منصب کا اظہار کرتے ہوئے تبلیغ شروع کردی جائے۔" فرشتے نے مانی سے یہ بھی کہا: "اے مانی میں اپنی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو سلام کہتا ہوں۔ آپ کو اس راہ میں بے حد مشقت برداشت کرنا پڑے گی۔"

جب مانی نے اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کی تو معلوم ہوتا ہے کہ شروع ہی سے اس کا پروگرام کسی خاص خطے کے لوگوں تک محدود رہنے کا نہیں بلکہ اس کے نزدیک اس کا مذہبی اور اخلاقی پیغام سب دنیا کے لوگوں کے لئے تھا۔ اس سلسلے میں اس نے اپنی نبوّت کا اعلان کرتے ہوئے جو منصب اپنی طرف منسوب کیا وہ مسیح کے نائب کا تھا۔ اس کی کتابوں میں مانی اپنا ذکر یوں کرتا ہے "مانی، عیسیٰ مسیح کا پیغامبر" اور یہی عبارت اس مُہر پر درج ہے جو ۱۹۴۶ میں دریافت ہوئی اور جو اس وقت پیرس کے قومی عجائب گھر میں محفوظ ہے۔ مانی کے زمانے میں عیسائیت پھیل رہی تھی اور اس لقب سے گویا وہ اس تمام تاریخی تحریک کا نمایندہ ہو جاتا ہے جو حضرت عیسیٰ کے نام سے لوگوں سے خراجِ تحسین وعقیدت وصول کر رہی تھی۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ جس عیسیٰ کا نمایندہ ہو کر مانی لوگوں سے مخاطب تھا، وہ حضرت عیسیٰ نہیں تھے بلکہ کوئی اور ہستی تھی جس کو مانی نے اپنے پیشرو عرفانیوں کے عقیدہ کے تتبع میں اختیار کیا تھا۔ اسی سلسلے میں اس نے اعلان کیا کہ جس فارقلیط کا ذکر یوحنا باب ۱۴-۱۶ میں موجود ہے وہ مانی ہی ہے یعنی جس آنے والے مسیح یا نجات دہندہ کی بشارت حضرت عیسیٰ نے دی تھی مانی اسی بشارت کا حامل ہے۔

اپنی تبلیغی کارروائیوں کا آغاز اس نے اپنے وطن سے شروع نہیں کیا بلکہ باردیصان کی طرح اس نے کُشن خاندان کے جنوبی علاقوں کو اپنا مرکز بنانا زیادہ بہتر سمجھا جو آج کل موجودہ مغربی پاکستان کہلاتا ہے۔ یہ سفر اس نے سمندری راستے سے طے کیا اور بلوچستان یا سندھ کی کسی قدیم بندرگاہ پر اُترا۔ اس نے باردیصانی فرقے کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم کیا تھا کہ ان علاقوں کے لوگوں نے باردیصان کی تعلیمات کو قبول کیا تھا اور چونکہ مانی نے ان کتابوں کی بہت سی چیزوں کو اپنایا تھا اس لئے بہت ممکن ہے کہ اس کا خیال ہو کہ اس کی تعلیمات کی قبولیت کے لئے اس سے بہتر سازگار ماحول شاید کہیں اور نہ ہو۔ یہاں اس نے عیسائی اور بدھوں دونوں کو متاثر کرنے کی کوشش کی۔ عیسائیت کے متعلق ہم دیکھ چکے ہیں کہ مانی کے نظریات مرقیون اور باردیصان کے نظریات کے مماثل تھے اور اسی طرح عرفانی نظریات کی بنیاد پر قائم تھے جن سے ابتدائی دو صدیوں کے عیسائی مفکّرین نے مصالحت کی تھی۔ اسی طرح بدھ مت سے متاثر ہونا بھی یقینی تھا کیونکہ جس زمانے میں مانی پیدا ہوا کشن خاندان کے نامور بادشاہ کنشک کے باعث بدھ مت تمام ان علاقوں میں مروج تھا جو ساسانی حدود سلطنت کے جنوب مشرقی سرحد پر واقع تھے۔ آثار الباقیہ میں بیرونی نے مانی کی کتاب شاپورگان سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ہے: "مختلف زمانوں میں خدا کے نبی انسانوں کو حکمت اور نیک اعمال

کی تلقین کرتے آئے ہیں۔ ایک زمانے میں بدھ نے ہندوستان میں یہ پیغام دیا، دوسرے زمانے میں زرتشت نے ایران میں، اور عیسٰی نے مغربی علاقوں میں۔ اس آخری زمانے میں یہ وحی اور خدمت میرے (یعنی مانی کے) ذریعے بابل کے شہر میں نازل ہوئی[1]۔ اس سفر میں مانی کو کافی کامیابی ہوئی۔ اس کے بعد جب وہ واپس اپنے وطن پہنچا تو ان پیروؤں کے ساتھ اس کی خط و کتابت جاری رہی۔

چار سال مختلف دیار و امصار میں گھومنے کے بعد مانی واپس پہنچا۔ ابن ندیم کی روایت کے مطابق یہ مدت ۴۰ سال ہے لیکن تاریخی حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ مدت غلط ہے اور شاید کتابت کی غلطی سے ۴ کو ۴۰ بنا دیا گیا لیکن موجودہ مانوی کتابوں سے اس مدت کا صحیح تعین مشکل ہے۔ جب مانی واپس آیا تو ساسانیوں کا پہلا بادشاہ اردشیر اوّل فوت ہو چکا تھا اور شاہ پور اوّل تخت نشین ہوا تھا۔ عام طور پر مشہور ہے کہ مانی شاہ پور کے حکم کے مطابق واپس آیا تھا لیکن جدید تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ روایت ایک قدیم عبارت کے چند لفظوں کے غلط ترجمے سے پیدا ہوئی۔ حقیقت صرف یہی معلوم ہوتی ہے کہ مغربی پاکستان کے علاقوں میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد مانی کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اب اپنے مرکزی وطن کے قریب ترین حصوں میں یہ کام شروع کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اس نے واپس آکر فارس، اخوزستان، مدین، خراسان وغیرہ علاقوں میں دورے کئے لیکن کسی جگہ اسے کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ اسی ناکامی سے متاثر ہو کر مانی نے کہا "لوگ امیروں، بادشاہوں کی بات سنتے اور ان کا حکم مانتے ہیں لیکن میں انہیں حیات بخش پیغامات پہنچاتا ہوں مگر اسکی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا"۔ شاید یہی ناکامی کا تجربہ تھا جس کے باعث مانی کے دل میں خیال ہوا کہ وہ بادشاہ تک رسائی حاصل کرے تاکہ ممکن ہے کہ وہ اس کی تعلیم سے متاثر ہو جائے اور اس طرح اس کی کامیابی کے لئے راستہ ہموار ہو۔ اسی اثنا میں شاہ پور کو مانی کی تعلیمات اور اس کی تبلیغی کارروائیوں کا علم ہوتا رہا اور اس کے زرتشتی موبدان موبد نے شاید مانی کے خلاف بادشاہ کے کان بھی بھرے ہوں۔ بہرحال مانی ڈرتا ڈرتا دربار میں پہنچا لیکن حالات خطرناک ہونے کی بجائے خوش گوار طرز اختیار کر گئے۔ اگرچہ شاہ پور آخر دم تک مزدیسنا کا پیرو رہا تاہم اس نے مانی کے ساتھ کسی قسم کی سختی نہ کی بلکہ مانی نے کتاب شاہ پورگان جو اس نے پہلوی زبان میں تحریر کی شاہ پور کے نام معنون کی۔ اس کی موجودگی سے اتنا کم از کم ضرور ثابت ہوتا ہے کہ شاہ پور سے مانی کے تعلقات عمدہ تھے اور شاہ پور نے مانی یا اس کے پیروؤں کو کبھی تنگ نہیں کیا۔ مانیوں کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاہ پور کے انصاف، عدل

---

[1] شہرستانی نے ملل والنحل (صفحہ ۲۹۲) میں مندرجہ ذیل انبیاء کا ذکر کیا ہے جن کو مانی تسلیم کرتا تھا۔ آدم ابوالبشر، شیث، نوح، ابراہیم، بدھ، زرادشت، مسیح، پال (پولس) اور اس کے بعد یہ فقرہ درج ہے: "بعد ازاں خاتم النبیین علیہ شریف الصلوٰۃ را بہ عرب مبعوث داردہ" لیکن آخری فقرہ ابن ندیم اور بیرونی میں نہیں ملتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بعد میں محض خوش اعتقادی کے سلسلے میں بڑھا یا گیا ہے۔

اور ہمدردی کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ ابن ندیم کی روایت ہے کہ مانی نے بادشاہ سے دو معاملات کی درخواست کی۔ (۱) مانی کے داعیوں کی ان کے وطن کے ہر شہر اور قریہ میں تعظیم کی جائے۔ (۲) ان کی تبلیغ میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کیجائے۔ اس کے بعد مانی نے طول وعریض ساسانی سلطنت کے ہر کونے میں داعی بھیجنے شروع کئے اور چونکہ شاہ پور کے زمانے ہی سے سلطنت روما سے لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہوچکا تھا اس لئے مانیوں نے بھی اسی رخ اپنی تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ ان مہموں میں شاہ پور آخر کار شام کی جنوبی سرحدوں تک جا پہنچا اور اسی وجہ سے مانیوں کو موقع ملا کہ وہ اپنے داعی اور مبلغ مصر میں بھیج سکیں۔ ایک دوسرا داعی جو اشکانی زبان اور ادب سے واقف تھا، مرو اور بلخ کی طرف جا پہنچا اور ایک تیسرا تبلیغی وفد کرکوک، اربل اور موصل کے عیسائی علاقوں کی طرف روانہ ہوا۔ اس دس بیس سال کے لمبے عرصے میں مانی کبھی غافل نہ رہا بلکہ ہر ممکن طریقے سے اس نے اپنے مذہب کی تبلیغ میں پوری پوری کوشش کی۔ جہاں وہ خود جا سکا خود گیا اور جہاں نہ جا سکا وہاں اس نے مبلغ بھیجے یا خط وکتابت سے رابطہ قائم کیا۔ الفہرست میں مذکور ہے کہ مانی ہندوستان، چین اور خراسان میں خود پہنچا۔ اس کی مقدس کتاب اس کے زمانے میں تیار ہو چکی تھی اور اس کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہو چکے تھے یعنی سریانی، پہلوی، اشکانی، یونانی، قبطی، سغدی اور شاید چینی بھی۔ مانی نے ایرانی پہلوی زبان کے حروف کی شکل اور مروّجہ طرزِ نگارش کو ترک کر کے آرامی حروف اختیار کئے اور اس طرح پہلوی زبان کی اصلاح کی۔ چونکہ مانوی کتابیں اکثر عمدہ رسم الخط میں لکھی جاتی تھیں اور بعض دفعہ تصویروں سے بھی مزیّن ہوتی تھیں اس لئے بعد میں مانی کا نام ایرانی روایات میں مصوّر کی حیثیت سے مشہور ہوا اور آج تک ”ارژنگ مانی“ کے ذریعے ادبی حلقوں میں موسوم ہے۔

شاہ پور کی وفات کے بعد (۲۷۲ء) اس کا لڑکا ہرمزد اوّل تخت نشین ہوا۔ اس نے مانی کے متعلق اپنے باپ کی پالیسی کو برقرار رکھا اور آزادیٔ تبلیغ کے عہد کی تجدید کی۔ لیکن وہ زیادہ دیر تک حکومت نہ کر سکا اور ۲۷۳ عیسوی میں فوت ہو گیا۔ ممکن ہے کہ زرتشتی موبدان موبد نے سازش کی ہو اور اس کو مروا دیا گیا ہو۔ وجہ کچھ بھی ہو یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ مانی کا وجود اور بادشاہوں کا اس کی سرپرستی کرنا موبدان موبد کے لئے جو مزدیسنا کے احیا کی کوشش میں مصروف تھا اور خواہشمند تھا کہ وہ ایک ریاستی مذہب کی حیثیت اختیار کر لے ایک کانٹا تھا اس لئے اس نے سازش کی اور ہرمزد کے بعد بہرام اوّل تخت نشین ہوا اگرچہ شاہ پور نے اپنے لڑکے نرسی کے حق میں وصیّت کی تھی۔ بہرام نے تخت پر بیٹھنے کے تیسرے سال (۲۷۶ء) مانی اور اس کے متبعین پر سختیاں شروع کر دیں۔ مانی نے بھاگ جانے کی کوشش کی لیکن بادشاہ نے عین اس وقت جبکہ وہ جہاز پر سوار ہونے ہی والا تھا اس کو واپس بلانے کا پیغام بھیج دیا۔ مانی کو یقین تھا کہ اب اس کا انجام اچھا نہیں۔ مگر اس کے باوجود اس کے لئے واپس آنے کے سوائے اور کوئی چارۂ کار نہ تھا چنانچہ وہ واپس بادشاہ کے پاس حاضر ہوا۔ موبدان موبد کے الزام لگانے پر بادشاہ نے اسے

زرتشتی مذہب کی مخالفت کرنے کی بنا پر عمر قید کی سزا دی۔ ۲۶ دن تک وہ قید خانہ میں مشقتیں جھیلتا ہوا مر گیا۔

مانی کے نظامِ اخلاق کی بنیاد عرفانیوں کی طرح اس کے نظریۂ نوعیت و تخلیق کائنات پر مبنی ہے۔ مانی صحیح معنوں میں خالص ثنویت کا علمبردار تھا۔ اس کے نزدیک دو ازلی اور حقیقی چیزیں ہیں، نور اور ظلمت جن کی آمیزش سے یہ کائنات وجود میں آئی۔ مانی کے ہاں نور و ظلمت کا وہ مفہوم نہیں جو ہماری زبان میں مروّج ہے بلکہ اس کی مراد دو حقیقت دو مختلف اور متضاد وجود ہیں جو شہرستانی کے الفاظ میں "لایزال، قدیم، حساس و درّاک، سمیع و بصیر ہیں، نفس، صورت اور فعل میں متضاد، اور خاص جگہوں (حیز) میں قائم ہیں اسی طرح جس طرح کوئی شخص یا سایہ جگہ گھیرتے ہیں"۔ نور جوہر کے لحاظ سے نیک، فاضل، کریم، پاک، خوشبو اور خوش منظر ہے، نفس کے لحاظ سے خیر، حکیم، نافع اور عالم ہے اور اس کا ہر عمل صلاح وخیر، نظام و اتفاق کا باعث۔ اس کے برعکس ظلمت جوہر کے لحاظ سے قبیح، ناقص، خبیث، منتن الریح، زشت منظر ہے۔ نفس کے لحاظ سے شریر، لئیم، سفیہ، ضارّ، جاہل اور اس کا ہر فعل شر و فساد، غم و ابتری و اختلاف کا باعث۔ مانیوں کی ایک کتاب میں ان کے اختلافات کی مثال یوں بیان کی گئی ہے "یہ دونوں بُن (یعنی بنیادی وجود) آپس میں اس طرح مختلف ہیں جس طرح بادشاہ اور سؤر۔ نور ایک شاہی محل میں مکین ہے جو اس کے جوہر کے عین مطابق ہے۔ ظلمت سؤر کی طرح کیچڑ سے ہے اور اس کی خوراک گندگی اور غلاظت ہے اور اس میں وہ خوش ہے"۔ شجر حیات اور شجر موت کی تشبیہ بھی کہیں کہیں استعمال کی گئی ہے۔ عالم نور غیر محدود ہے اور وہ تین سمتوں یعنی شمال، مشرق اور مغرب میں پھیلا ہوا ہے۔ عالم ظلمت صرف سمت اسفل میں۔ دونوں عالم ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں اور ابنِ ندیم کی روایت کے بموجب ان کے درمیان کوئی حاجز یعنی پردہ نہیں۔

عالمِ نور کا مکین ملک جنان النور یعنی اللہ تعالےٰ ہے۔ اس کے پانچ اعضا یعنی صفات ہیں۔ حلم، علم، عقل، غیب، فطنة[۱]۔ اس کے مقابل عالمِ ظلمت ہے جہاں پلیدی، بدی، شرارت و مردگی مکین ہے، جہاں گلہ گھونٹنے والا دھواں، تباہ کرنے والی آگ، باد و آبِ سموم، غرض تاریکی ہی تاریکی ہے۔ اسی ظلمات میں ابلیس وجود پذیر ہوا۔ وہ ازلی نہیں لیکن جن اجزا سے اس کا وجود بنا وہ عناصر ازلی ہیں۔ ابلیس نے عالم وجود میں آتے ہی سب طرف تباہی اور فساد پھیلا دیا۔ پھر اچانک اس کی نظر عالمِ نور کی وسعت پر پڑی۔ اس کو دیکھتے ہی وہ کپکپا اُٹھا۔ اس نے محسوس کیا کہ اس عالم میں کچھ نہ کچھ پسندیدہ چیز ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے اس نے عالمِ نور پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ اس تمثیل سے مقصد یہ تھا

---

[۱] یہ صفات ابنِ ندیم سے ماخوذ ہیں۔ مغربی محققین نے ان پانچ صفات کو مختلف حیثیت سے بیان کیا ہے اور ان کا ماٰخذ سریانی زبان کے چند دریافت شدہ مانوی تصنیفات کے کاغذات ہیں۔ ان کے نزدیک پانچ صفات یہ ہیں:
(۱) ادراک (۲) عقل (۳) فکر (۴) تامل یا قوتِ متخیلہ (۵) ارادہ یا نیت۔

کہ دنیا میں بدی اور شر کا حقیقی باعث ضبطِ نفس کی عدم موجودگی اور حیوانی خواہشات کی تکمیل میں عدم مزاحمت ہے۔
ابلیس کے اس حملے سے عالمِ نور اور عالمِ ظلمت کا طبعی اور فطری سکون درہم برہم ہوگیا۔ ان دونوں کا اپنے اپنے حلقوں میں قائم و دائم رہنا عین فطرت ہے اور ان کی آمیزش ایک غیر فطری عمل جس کے باعث اضطراب، بے چینی، فساد، شر و بدی کا پیدا ہونا ناگزیر ہے۔ یہ حملہ کیسے ہوا؟ مانی کی مسلّمہ رائے یہ ہے کہ عالمِ ظلمت کے مکین ابلیس نے ارادۃً اور پورے سوچ بچار کے بعد عالمِ نور پر حملہ کیا لیکن شہرستانی نے ملل والنحل میں ذکر کیا ہے کہ بعض مانویوں کے نزدیک یہ امتزاج برسبیلِ اتفاق نہ بہ قصد و اختیار واقع ہوا لیکن اگر اس تمثیل کی حقیقی روح کو سامنے رکھا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ اگر یہ امتزاج محض اتفاقاً ہو تو اس میں کسی قسم کی اخلاقی معنویت باقی نہیں رہتی۔ اگر نیکی اور بدی کی روحیں محض اتفاق اور بغیر اختیاری قصد کے ایک دوسرے سے دست و گریباں ہوگئیں تو پھر انسانی زندگی میں شر کے خلاف تمام جد و جہد بیکار سی ہو جاتی ہے اور مانی کا سارا فلسفہ اخلاق محض بے معنی سا رہ جاتا ہے۔

جب ابلیس نے عالمِ نور پر حملہ کیا تو اس عالم کے مکینوں کے پاس کوئی ذریعۂ دفاع نہ تھا کیونکہ وہ تو بنائے ہی امن اور سکون کے لئے تھے۔ وہاں بادِ سموم نہ تھی کہ جس سے ان حملہ آوروں کا مقابلہ کیا جاتا، وہاں جلتی ہوئی آگ نہ تھی جس میں ان کو جلا دیا جاتا، وہاں دھواں نہ تھا جس میں ان کو حملے کرنے کے نااہل بنا دیا جاتا۔ جب ملک جنان النور (یا دوسری اصطلاح میں پدرِ عظمت) نے اپنے مکینوں کی یہ بے بسی دیکھی، تو اس نے مقابلے کے لئے ایک نئی مخلوق کا تصوّر کیا۔ اس طرح پدرِ عظمت نے مادرِ حیات اور مادرِ حیات نے انسان القدیم کو موجود کیا۔ یہاں دو باتیں قابلِ غور ہیں۔ انسان قدیم اور انسان اوّلین دو مختلف اصطلاحیں ہیں۔ انسان الاوّل سے مراد وہ آدم ہے جو انسانوں کا ابوالآبا مشہور ہے۔ انسان قدیم درحقیقت نہ آدم ہے اور نہ انسان بلکہ ایک خالص روحانی وجود ہے جو ایک حیثیت میں خدا ہی ہے یا جسے خدا کا ظل یا عکس کہا جا سکتا ہے۔ مانیوں کی مناجات میں کئی جگہ اسی "انسان القدیم" سے دعا مانگی گئی ہے[1]۔ عرفانیوں کی تمثیلی حکایات میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ انہوں نے ایک ایسی نیم ربّانی شخصیت کا تصوّر پیش کیا تھا جسے وہ "صوفیا" کا نام دیتے ہیں اور اسی صوفیا (یعنی تصوّرِ مادر) سے اس کا لڑکا نمودار ہوا جو اپنے آپ کو خدا سمجھ بیٹھا۔ صوفیا کے عملِ ہبوط ہی سے عرفانیوں کے نزدیک نور اور ظلمت کی آمیزش کا آغاز ہوا تھا۔ عرفانیوں کی ایک

---

[1] ابن ندیم نے انسان قدیم کی اصطلاح کے ساتھ ساتھ "مقدس آدم" اور "مقدس روح" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ شہرستانی نے ان کی جگہ صرف "ملکے از ملائکہ" کہا ہے۔ "خواست توانست" میں جو مانیوں کا اعتراف نامہ ہے، انسان قدیم کو اہورامزدا کا نام دیا گیا ہے۔ مانیوں کے ہاں بعض جگہ ملک جنان النور کے لئے زروان کا نام بھی ملتا ہے۔ اس سے بعض محققین نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ مانی کے زمانہ میں زرتشتی مذہب پر زروانیت کا اثر بہت زیادہ تھا۔

تثلیث تھی جس میں مرقیون نبی کے الفاظ میں خدائے برتر و مہربان، صوفیا یعنی مادر اور خدائے محدود شامل تھے۔ ایسی تثلیث عیسائیوں نے پیش کی جس میں خدا، ماں اور بیٹا (یا موجودہ اصطلاح میں باپ، بیٹا اور روح القدس) شامل تھے۔ یہ تصوّر تثلیث چونکہ اس زمانے میں مروّج تھا اس لئے اُنہوں نے اسے بطور مصالحت قبول کر لیا۔ یہی تثلیث مانی نے بھی پیش کی اور اس کی روح بالکل عرفانی تمثیلوں سے مشابہ تھی۔ بعض مغربی محققین نے دعوے کیا ہے کہ مانی کا نظام تمام تر عیسائیت کا چربہ ہے لیکن یہ واقعیت کے خلاف ہے۔ بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب اور درست ہوگا کہ عیسائیوں کی کتب اناجیل اور عقائد اور مانی کا نظام اخلاق وغیرہ ایک ہی ماحول کی پیداوار ہیں اور دونوں ایک ہی منبع اور سرچشمہ سے سیراب ہوئے۔

دوسرے اگرچہ اس تثلیث میں خدا، مادر اور فرزند تینوں موجود ہیں لیکن عیسائیت کی طرح ان تینوں میں کوئی رشتہ مناکحت موجود نہیں۔ خدا اور مادر سے اسی طرح فرزند کا وجود صادر ہوتا ہے جس طرح حکیم سے حکمت پیدا ہوتی ہے اور ناطق سے نطق۔ مانی کے کلام میں اس کام کے لئے لفظ "کن" مستعمل ہؤا ہے۔ پدرِ عظمت نے کن کہا اور وہ موجود ہوگیا۔

انسان قدیم کو پانچ زندگی بخش اجزا سے مسلح کیا گیا تاکہ وہ ابلیس کا مقابلہ کرسکے۔ یہ پانچ اجزا آگ، پانی، نور، ہوا اور نسیم دیا ایتھر[1] ہیں لیکن جب ان پانچ عناصر سے مسلح ہو کر انسان قدیم ابلیس دیا کئی جگہ ابلیس کی ذرّیت) سے مقابلہ کرنے کے لئے میدان میں اُترا تو اس نے محسوس کیا کہ وہ ان کی قوت کا مقابلہ نہ کرسکے گا۔ اس پر اس نے ان پانچ عناصر کو شاہ ظلمات کے آگے ڈال دیا اور وہ ان کو نگل گیا اسی طرح جس طرح ایک شخص اپنے دشمن کو روٹی میں زہر قاتل ڈال کر کھلا دے۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ ابلیس کی طبعی قوت جو عالم ظلمات سے اسے حاصل تھی اور جس کا فطری تقاضا شر اور بدی، فتنہ و فساد تھا، وہ نور اور نیکی، امن و سکون کی آمیزش سے کم ہوگئی۔ اسی آمیزش سے ہماری مادی کائنات کے پانچ عناصر وجود میں آئے جن میں خیر و شر، نور و ظلمت، امن و فساد، سکون و حرکت کی متضاد صفتیں پائی جاتی ہیں۔ ان ہی عناصر سے یہ کائنات تعمیر ہوئی۔ نہ صرف حیوانی اور نباتی زندگی بلکہ خالص مادی اشیاء مثلاً پتھر اور لوہا بھی کچھ نہ کچھ نورانی اجزا اپنے اندر رکھتے ہیں۔ پس مانوی فلسفہ میں مادی، نباتی، حیوانی اور روحانی تقسیم موجود نہیں کیونکہ اس میں کائنات کا ہر جز و اس نور و ظلمت کی کش مکش میں برابر کا شریک ہے۔ حیوانوں میں نورانی اجزا انسانوں اور نباتات اور مادے سے نہ کم ہیں اور نہ زیادہ۔ فطرت کے سبھی طبقات اس معاملہ میں ویسے ہی مادی بھی کہلائے جاسکتے ہیں جس طرح روحانی۔

---

[1] شہرستانی نے نور کی پانچ اجناس بیان کی ہیں جن میں سے چار ابدان اور ایک ان ابدان کی روح۔ چار بدن یہ ہیں۔ نور، نار، باد، آب اور ان کی روح "نسیم" ہے جو ان بدنوں میں حرکت کرتی ہے۔ (صفحہ ۲۶)

اس مقابلہ میں انسان قدیم ہار گیا جب اسے ہوش آیا تو اس نے ملک جنان النور سے مدد کی درخواست کی۔اس پر بان اعظم و روح زندہ وجود میں آئے۔ انہوں نے انسان قدیم کی نورانی طاقت کو بحال کیا۔ اگرچہ ابلیس نے اس کے پانچ عناصر کھا لئے تھے لیکن اس کی فطری نورانیت کو کوئی گزند نہ پہنچا تھا۔اب وہ کشورِ ظلمات میں اترا اور پانچ ظلماتی عناصر (ضباب، ابریق، سموم، سَمّ، ظلمت) کی جڑوں کو کاٹ ڈالا تاکہ ان کی نشوونما ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ اس کے بعد وہ میدانِ جنگ میں واپس آیا اور قوائے ظلمت کو قید کر لیا۔اس طرح قوائے ظلمات کا عالمِ نور پر پہلا حملہ درحقیقت ناکام بنا دیا گیا! لیکن اس سے آفاقی مسائل حل نہیں ہوتے۔

اصل معاملہ صرف یہ نہیں تھا کہ شاہِ ظلمات کی قوتِ تخریب و فساد کو ختم کیا جائے بلکہ یہ تھا کہ وہ عناصر نورانی جو عالم ظلمات کے قبضہ میں آچکے ہیں ان کو کس طرح دوبارہ عالم نور میں واپس لایا جا سکے۔اسی دُہری کوشش کا نتیجہ جو ملک جنان النور اور اس کے پیدا کردہ ارواح نورانی نے مل کر کی یہ کائنات ہے۔اس کی تخلیق کا مقصد ہی یہ ہے کہ ان دو متضاد عناصر کو جو ابتدائی حملہ کے وقت ایک دوسرے میں مل گئے تھے علیحدہ ہو جائیں۔ یہ پہاڑ، زمین، آسمان اس تمثیل کے مطابق انسان قدیم نے ابلیس کی ذریات کے جسموں کے ٹکڑوں سے بنائے۔ لیکن جو ذرّاتِ نور ابلیس اور اس کی ذرّیت میں باقی رہ گئے ان کی تحصیل کے لئے ملک جنان النور یعنی پدرِ عظمت نے پیامبر یا "رسولِ ثالث" کو پیدا کیا۔ یہ رسول ثالث عالم ظلمات کی ذرّیات کے سامنے پیش ہوا تو آدمیوں کو عورت معلوم ہوا اور عورتوں کو نوجوان مرد اور اس کو دیکھ کر جذبات سے متاثر ہو گئے اور انہوں نے اپنے وجود سے اجزائے نور کو نکالنا شروع کیا لیکن ان اجزائے نور کے ساتھ ساتھ "گناہ" بھی جو ان کے وجود کا ایک جزو تھا باہر نکل آیا۔ لیکن پیامبر نے اپنے آپ کو اس گناہ کے اثر سے محفوظ کر لیا اور خالص نور کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ نور چاند اور سورج میں منتقل ہو گیا اور گناہ کا کچھ حصّہ سمندر پر اور کچھ زمین پر گرا۔ جو حصّہ زمین پر گرا وہ درختوں میں تبدیل ہو گیا اور اس طرح نباتات عالم وجود میں آئیں۔اس کے بعد اسی طرح حیوانات پیدا ہوئے۔ تب ابلیس کو محسوس ہوا کہ اس طرح وہ تمام روشنی جو اس نے حاصل کی تھی اس کے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اس صورتِ حال سے نبٹنے کے لئے ابلیس نے آدم کو پیدا کیا جس میں وہ تمام روشنی جو عالمِ ظلمات نے عالمِ نور سے حاصل کی تھی مرکوز کر دی۔ اس کے بعد حوّا پیدا ہوئی۔ لیکن اس میں نوری ذرّات آدم سے مقدار کے لحاظ سے کم تھے۔ آدم صحیح معنوں میں عالمِ اصغر تھا جس میں روح اور مادہ نور اور ظلمت کا امتزاج تھا۔ ان دونوں یعنی آدم و حوا کی اصل عفریتی یا ابلیسی تھی اگرچہ ان کے وجود میں نور بھی شامل تھا۔ آدم کو اصلی حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے یسوع نورانی عالمِ نور سے اس کے پاس آیا اور اس کو شیاطین کے اثر سے محفوظ کیا۔ اب آدم نے اپنے اوپر نگاہ کی اور اپنی حقیقت کو سمجھا اور اس حالت کو محسوس کیا جس میں وہ مبتلا کیا گیا تھا۔ اسی یسوع نے آدم کو سیدھا کھڑا ہونا اور شجرِ حیات کا پھل چکھنا سکھایا۔ پھر آدم نے دیکھا اور فریاد کی اور کہا "نفرین ہے میرے جسم کے پیدا کرنے والے پر جس جسم کے اندر میری روح مقیّد کر دی گئی ہے اور لعنت

ہے ان باغیوں پر جنہوں نے مجھے غلامی میں ڈلوایا"۔ یہ یسوع درحقیقت وہ عیسیٰ نہیں جو عیسائیت کے بانی کہے جاتے ہیں بلکہ عرفانیوں کے "نجات دہندہ" کی آواز بازگشت ہے۔ اس کے علاوہ ابن ندیم اس روایت کا ذمہ وار ہے کہ مانی کے نزدیک یہ عیسیٰ (نعوذباللہ) شیطان تھا لیکن ایک روحانی نجات دہندے (یسوع) کا تصوّر اس کے ہاں ضرور موجود ہے اور یہی نجات دہندہ تھا جس نے آدم کو شجرِ حیات کا پھل کھلا کر اس پر معاملات کی حقیقت اور زندگی کی تلخیوں کو واشگاف کیا[۵۱]۔ اس کا احساس ہوتے ہی آدم کے سامنے اس مشکل سے بچنے کا راستہ بھی عیاں ہوگیا اور اسی مقصدِ اعلیٰ کے حصول کے لئے مانی نے اپنا فلسفۂ اخلاق تعمیر کیا[۵۲]۔

مانیوں کے ان افسانوں اور اساطیر کے پردے میں بنیادی طور پر جو تصوّرات پوشیدہ ہیں ان کو فلسفے کی زبان میں ہم یوں بیان کر سکتے ہیں کہ کائنات کی بنیاد دو اصل قدیم ہیں، ایک خدا اور ایک مادہ یعنی حرکت نامنتظم۔ خدا اصل خیر ہے اور مادہ اصل شر۔ خدا نے حرکت نامنتظم کو منتظم بنانے کے لئے ایک طاقت پیدا کی جسے ہم روح کہہ سکتے ہیں جو مادے کے ساتھ مل گئی۔ اس کے بعد ایک اور طاقت ظاہر ہوئی جس نے روح کی نجات کا کام شروع کیا۔ اس روح کا منبع خدا ہے، لیکن جسم سے مل جانے کے باعث وہ اپنی جگہ سے گر کر مادے کے بس میں آگئی ہے اور اپنی اصل اور منزلِ مقصود کو بھول گئی ہے۔ پس نورِ خدا اس کو بیدار اور آزاد کرتا ہے۔ آدمی روح اور جسم کا مرکّب ہے۔ روح کلیتہً عالمِ بالا سے مربوط ہے اور جسم کا تعلق کلی طور پر عالمِ زیریں سے ہے۔ ان دونوں کا باہمی ربط نفس کے ذریعے سے ہے کہ وہ بھی بلاشبہ عالمِ بالا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے لیکن چونکہ جسم کے ساتھ اس کا بھی اتحاد ہے لہٰذا عالمِ زیریں کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے۔ عالمِ اصغر (یا عالمِ انسانی) کے اس نظام کا جواب عالمِ اکبر میں موجود ہے کہ وہاں بھی اسی طرح سے حیات ربانی و نورانی کی آمیزش مادۂ ظلمانی کے ساتھ ہوئی ہے اور جس طرح افرادِ انسانی کو نجات کی حاجت ہے اس کو بھی رہائی کی ضرورت ہے۔ ترکیب عالم کے اس مانوی تصوّر نے اخلاق کو ایک عقلی اور مابعد الطبیعی بنیاد پر قائم کر دیا ہے یعنی اخلاقی عمل گویا ایک نہایت چھوٹے پیمانے پر عمل ارتقائے کائنات کی تصویر ہے[۵۳]۔

---

۵۱ بائبل اور قرآن دونوں کی رُو سے شجرِ ممنوعہ کا پھل آدم نے ابلیس کے کہنے پر کھایا تھا لیکن مانی کی تمثیلی حکایت میں یہ عمل "نجات دہندہ" یعنی یسوع کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اسی بنا پر شاید ابنِ ندیم نے عیسیٰ کو مانوی الفاظ میں "شیطان" کا لقب دیا تھا۔

۵۲ اس سلسلے میں ایک بات اور قابلِ ذکر ہے۔ چونکہ آدم کو انسانی مشکلات کی حقیقت اور ان سے بچنے کے لئے صحیح راستے کا علم بھی ہو چکا تھا اس لئے وہ کافی عرصے تک حوّا کے قریب نہ گیا۔ ہابیل اور قابیل جو یہودی، عیسائی اور اسلامی نقطۂ نظر سے آدم اور حوّا کے بیٹے تھے، مانی کے نزدیک حوّا اور ابلیسی طاقتوں کے امتزاج سے پیدا ہوئے تھے۔ لیکن جب کافی عرصے کے بعد آدم نے غفلت میں مبتلا ہو کر حوّا سے تعلقات پیدا کئے تو اس سے شیث پیدا ہوئے وغیرہ وغیرہ۔

۵۳ ایران بہ عہد ساسانیاں، صفحہ ۲۲۷-۸

مانوی نظام میں انسان کی حیثیت، اس کے اخلاقی فرائض اور اس کے مقاصد کے تمام اصول مانوی نظریۂ نوعیت تخلیق کائنات سے وابستہ ہیں۔ چونکہ کائنات کا وجود صرف اس مقصد کے لئے ہُوا کہ نور کے اجزا کو قوائے ظلمت کے دستبرد سے محفوظ کیا جائے اور جو عناصر نورانی اس آفاقی حادثے کے باعث ابلیس اور اس کی ذریات کے قبضہ میں آچکے ہیں ان کو دوبارہ حاصل کیا جائے اس لئے اخلاقی اصولوں کی تعمیر کی بنیاد اسی بلند مقصد کے تحت عمل میں آنی چاہیئے انسان کے اندر جو عناصر روحانی مضمر ہیں اور جو بدقسمتی سے عناصر ظلمت کے ساتھ بُری طرح گھُل مل گئے ہیں، ان کو رہا کرنے کے لئے مانی نے لوگوں کے سامنے اپنا نظامِ اخلاق پیش کیا۔ عام طور پر راہبانہ نظاموں اور شاید انہی کے زیر اثر دوسرے مذہبوں میں یہ تصور موجود ہے کہ انسانی جسم مادی اور ظلمانی ہونے کے باعث ایک عارضی قید خانہ ہے جس میں روحِ انسانی جس کا مصدر و منبع نفسِ ربانی ہے محبوس ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم اوپر مانی کا نظریۂ نوعیت کائنات کا مطالعہ کر چکے ہیں اس میں جسم و روح کی یہ تفریق موجود نہیں اگرچہ بعض کتابوں میں ان دونوں کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ گویا یہ تفریق ان کے ہاں بھی مسلّم ہے۔ مانی کے نزدیک یہ تمیز روح و مادہ کی نہیں بلکہ نور و ظلمت کی ہے اور اگر مادے کو ظلمت کے مترادف کہا جائے تو مادے کا مفہوم اس حیثیت میں ایک فلسفیانہ ہوگا نہ کہ سائنسی۔ نور کے اجزا جس طرح روح میں ہیں اس طرح جسم میں بھی موجود ہیں اور مانی کے نظامِ اخلاق کا مقصد چونکہ اجزائے نور کا حصول ہے اس لئے وہ روح سے بھی اسی طرح حاصل کئے جانے چاہئیں جس طرح جسم سے۔ چنانچہ مانوی نظام میں روح محض اس لئے کہ وہ روح ہے قابلِ احترام نہیں کسی چیز کا احترام اگر ہے تو صرف اس بنا پر کہ اس میں نور کی آمیزش کی نسبت کتنی زیادہ ہے چنانچہ وہ لوگ جو مانی کی نگاہ میں شاہِ ظلمات کے معاون ہیں، ان کی روح ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ کے سپرد ہوگی۔ الفہرست میں ایک جگہ مذکور ہے کہ حوا کی دو بیٹیاں تھیں ان میں سے ایک کی روح میں نور اور حکمت کی کثرت تھی اور دوسری میں یہ عناصر بالکل مفقود اور اس لئے ظلماتی ہونے کی بنا پر وہ جہنم کے سزاوار۔ ہر انسان دو مختلف خاصیتوں کا حامل ہے ان میں سے ایک اسے کائنات نور کی طرف لے جاتی ہیں اور دوسری کائنات ظلمت کی طرف اور یہ خاصیتیں جسم میں بھی ویسی ہی موجود ہیں جیسی کہ روح میں۔ ابنِ ندیم نے لکھا ہے کہ مانویوں کے مطابق نیک آدمی کی موت کے بعد سورج، چاند اور روشن دیوتا اس کے جسم کے اجزائے نور مثلاً پانی، آگ اور ہوا وغیرہ کو نکال لیتے ہیں اور اس عمل کے بعد اس کا باقی ماندہ جسم جہنم کے سپرد کر دیا جاتا ہے چونکہ اب وہ محض ظلماتی رہ گیا ہے۔